احمد معاویہ

# حسبہ بل......مخالفین کا بے جا واویلا

حیرت ہے کہ ایک بے ضرر سے بل پر اتنا شور مچایا جا رہا ہے۔ جب سے حسبہ بل پیش ہوا ہے عام لوگوں کو طالبانائزیشن، مُلا ازم اور ملاؤں کی حکومت کے نام پر ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ کبھی کہا جا رہا ہے کہ حسبہ بل سے ملک میں انتشار پھیلے گا، کبھی کہا جا رہا ہے کہ حسبہ بل آئین سے متصادم ہے۔ بعض لوگوں نے اسے عوام کے آئینی حقوق چھیننے اور ''ملاؤں'' کو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے اجازت نامے سے تعبیر کیا ہے۔ مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جیسے ہی سرحد اسمبلی نے واضح اکثریت کے ساتھ حسبہ بل منظور کیا جو کہ اس کا آئینی و قانونی حق تھا' اسی دن وفاقی حکومت نے اٹارنی جنرل کو سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کرنے کی ہدایات جاری کر دیں، فیاللعجب۔

راقم نے پورے بل کو بالاستیعاب پڑھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کہیں کوئی ایسا مقام نہیں جس پر سیکولر قوتیں انگلی رکھ کر کہہ سکیں کہ یہ چیز آئین سے متصادم ہے اور فلاں بات انسانی حقوق سے ٹکراتی ہے۔ اس بل میں کہیں مذکور نہیں کہ لوگوں کو زبردستی نمازیں پڑھوائی جائیں گی، عورتوں کو برقعے پہنائے جائیں گے، مجرموں کو سرعام کوڑے لگائے جائیں گے، چوروں کے ہاتھ اور ڈاکوؤں کے پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اس بل میں سینماؤں کو بند کرنے، تھیٹروں پر تالے لگانے، آرٹس کونسلوں کو ویران کرنے کا ذکر نہیں۔ اس میں شریعت کی بالادستی کا بھی کہیں ذکر نہیں جس سے سیکولر قوتیں الرجک رہتی ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اسراف و تبذیر کی حوصلہ شکنی کرانا، جانوروں پر ظلم کو روکنا، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرانا، لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال روکنا، جہیز کو اسلامی حدود میں لانا، ناپ تول میں کمی اور ملاوٹ کا تدارک کرنا، رشوت خوری کے خلاف اقدام کرنا......ان میں سے کون سا معاملہ ہے جس پر معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی صاد نہ کرے؟ اصل بات یہ ہے کہ ایک عرصے سے جمہوری سیاست کے زیر اثر ہمارے سیاستدانوں کا مزاج بدل چکا ہے۔ انہیں ہر اچھی چیز بری نظر آتی ہے اور سیدھا الٹا لگتا ہے اور معاملہ ''مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے'' والا ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجلس عمل نے اب تک نہایت سوچ بچار کے ساتھ نپے تلے قدم اٹھائے ہیں اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنا سیاسی کھیل کھیلا ہے۔ سرحد اسمبلی سے حسبہ بل کی منظوری کوئی اچانک ہونے والا واقعہ نہیں بلکہ اس کی تیاری پچھلے ڈیڑھ دو سال سے جاری تھی اور اس بل کے حوالے سے ملک کے مختلف گوشوں میں متعدد سیمینارز بھی منعقد ہوئے۔ اسے ماہرین قانون اور عامۃ الناس کے سامنے رکھا گیا۔ حتیٰ کہ این جی اوز سے بھی اس بارے میں رائے لی گئی۔ انہوں نے حسبہ بل کی شقوں کا بدترین پوسٹ مارٹم کیا اور وہ شقیں جو آئین اور عدلیہ سے متصادم تھیں' انہیں رد کر دیا۔ ان تمام

اعتراضات اور ترمیمات کی روشنی میں حسبہ بل کے مسودے میں اصلاحات کی جاتی رہیں جس کے باعث ہر بعد والا مسودہ پہلے والے سے مختلف ہوتا تھا۔ اس قدر احتیاط کے ساتھ ترتیب پانے کے باوجود حسبہ بل کو این جی اوز اور بائیں بازو کے سیاستدان متنازعہ بنانے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ قائد حزبِ اختلاف مولانا فضل الرحمٰن نے تو حسبہ بل اسمبلی سے پاس ہو جانے کے بعد بھی اس میں اصلاحات کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ انہوں نے سرحد میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''حسبہ بل سرحد اسمبلی سے بھاری اکثریت کے ساتھ منظور ہو چکا ہے اور اب حسبہ بل مکمل طور پر قانون بن چکا ہے (تاہم) مخالفین ثابت کریں تو ''انسانی حقوق'' سے متصادم نکات نکالنے کو تیار ہیں۔''

(روزنامہ ''پاکستان'' کراچی۔ ۱۷ر جولائی ۲۰۰۵ء)

وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درانی جو ان دنوں امریکا کے دورے پر ہیں اور بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ ان کے دورے کا مقصدِ وحید حسبہ بل کے حوالے سے امریکی حکام کے خدشات دور کرنا اور ان کی حمایت حاصل کرنا ہے۔ انہوں نے نیویارک میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

''میں نے امریکی حکام کے خدشات دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے امریکی حکام سے ملاقاتوں کے دوران حسبہ بل کی کاپی پیش کی، وہ حسبہ ایکٹ پڑھ کر حیران ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اس ایکٹ میں تو خواتین کے حقوق کا بہت خیال رکھا گیا ہے اور یہ تو امن ہی امن ہے۔'' (جنگ کراچی۔ ۱۹ر جولائی ۲۰۰۵ء)

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اس بے ضرر حسبہ بل میں کوئی ایسی شق نہیں جو کسی پریشانی کا موجب ہو۔ جمہوری طریقے سے اسمبلیوں میں آنے والے افراد نے اس بل میں جمہوری روح پھونکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انہوں نے تو اپنے پورے دورِ حکومت میں کوئی ایسا قدم بھی نہیں اٹھایا کہ ان پر دہشت گردی کا لیبل لگایا جاسکے۔ سب سے زیادہ ''دہشت گرد'' صوبہ سرحد میں پکڑے گئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ صوفی محمد آج بھی پابند سلاسل ہیں۔ کیا کوئی ایسا دستاویزی ثبوت ہے کہ سرحد حکومت ان معاملات میں کبھی رکاوٹ بنی ہو؟ انہیں طالبان کے نام پر ووٹ ضرور ملے تھے لیکن بہرحال وہ ''طالبان'' نہیں ہیں۔ مجلس عمل کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس نے آئین کی پاسداری کی ہے۔ صوبہ سرحد میں مکمل طور پر مجلس عمل کی حکومت ہے۔ وہ چاہتی تو فوری طور پر سینماؤں کی تالا بندی کر سکتی تھی، اداروں میں مخلوط اسٹاف کو ختم کر کے عورتوں کو گھروں میں بھیج سکتی تھی، مخلوط تعلیم پر بھی پابندی لگائی جاسکتی تھی لیکن اگر وہ ایسا کرتی تو یقیناً جمہوریت کی اصل روح متاثر ہو سکتی تھی، اس لیے اس نے کوئی بھی ایسا انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کیا۔

سرحد حکومت کی روشن خیالی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے خواتین کے ''حقوق'' کو کہیں بھی پامال نہیں ہونے دیا۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ سرحد نے ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کہ:

''آپ کے بارے میں یہ تأثر کیوں پایا جاتا ہے کہ علماء کرام خواتین کو گھر کے اندر بند رکھنے کو ترجیح دیتے

ہیں اور انہیں زندگی کی سرگرمیوں میں شامل نہیں دیکھنا چاہتے؟''

کے جواب میں کہا تھا:

''اس تاثر میں کوئی حقیقت نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہماری حکومت نے مخلوط تعلیم پر کوئی پابندی عائد نہیں کی اور پورا نظام حسبِ سابق چل رہا ہے۔ ہم خواتین کو موجودہ نظام کے مقابلے میں ذہنی، جسمانی اور علمی نشو ونما کے لیے زیادہ سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔'' (اردو ڈائجسٹ، جون ۲۰۰۵ء)

شاید یہی حقائق ہیں جن کی بنا پر امریکی حکام بھی حسبہ بل کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور انہیں اطمینان ہے کہ یہ بل معاشرے پر کسی قسم کی ''ملائیت'' مسلط نہیں کرتا بلکہ یہ بل انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے عین مطابق ہے۔ بحث کا موضوع وہ نکات نہیں جنہیں قومی سیاستدان اور وفاقی حکومت بلا سوچے سمجھے اٹھا رہے ہیں اور ایک غلغلہ برپا کر رہے ہیں بلکہ موضوع بحث تو یہ ہونا چاہیے کہ اس بل کے لیے قرآن وسنت اور تعامل امت کو معیار بنانے کی بجائے آئین پاکستان اور انسانی حقوق کے منشور کو معیار اور اتھارٹی تسلیم کیا گیا ہے۔ آئین پاکستان مین میڈ لاء ہے۔ انسانی حقوق کا منشور، قرآن وسنت کے مدّ مقابل عالمی سطح پر منظور شدہ چارٹر ہے جو انسان کا تعلق وحی الٰہی سے توڑ کر اسے شخصی آزادی فراہم کرتا ہے۔ دوسرے معنیٰ میں انسانی حقوق کا چارٹر ارتداد، الحاد اور وحی الٰہی سے بغاوت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب اس قسم کے چارٹر کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایکٹ ترتیب دیا جائے گا تو ملائیت کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے؟ اس لیے سیکولر قوتوں کے اعتراضات بے جا ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مخالفین ایک نظر اس بل کو دیکھ لیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ حسبہ بل میں ان کے لیے کون سی بات پریشان کن ہے؟ تو یقیناً ضمیر آواز دے گا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بحث کی گنجائش تو ہمارے لیے ہے کہ مجلس کے قائدین قرآن وسنت کو معیار قرار دینے کی بجائے حقوق انسانی کے چارٹر کو معیار قرار دے رہے ہیں اور اس سے متصادم شقوں کو حسبہ بل سے نکالنے پر آمادہ وتیار ہیں۔